امیر شکیب ارسلان
ترجمہ: رئیس احمد جعفری

موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد کے کارنامے

افریقہ میں جب عربوں کے قدم جم گئے تو بحر زقاق کو عبور کرنے کی فکر کرنے لگے جو افریقہ اور یورپ کے مابین حدِ فاصل ہے۔ یہ واقعہ ۹۰ھ کا ہے۔ اس زمانے میں افریقہ کی امارت خلیفہ کی طرف سے موسیٰ بن نصیر کو حاصل تھی۔ موسیٰ بن نصیر حجاز کے رہنے والے تھے۔ زمانہ عمر ابن الخطاب میں پیدا ہوئے۔ نشر عقیدۂ توحید کے لیے جہاد و پیکار کی محبت گویا ان کی گھٹی میں پڑی تھی[۱]۔

۱؎ موسیٰ بن نصیر کا رشتۂ ولد لخم سے تھا، ان کی کنیت ابو عبد الرحمٰن تھی، ۱۹ھ میں بعہد حضرت عمر پیدا ہوئے۔ ابن خاکان کا قول ہے کہ موسیٰ عاقل اور کریم، شجاع اور متقی تھے، ان کا شمار تابعین میں ہوتا ہے تمیم داری سے انھوں نے روایت کی ہے۔

۸۹ھ میں ولایت افریقہ پر ولید بن عبد الملک کے حکم سے فائز ہوئے، یہی ہیں جنھوں نے حروب شدیدہ کے بعد بربر کو امن و ضبط کا خوگر بنایا۔ پھر جب انھوں نے مغرب اقصیٰ کا سارا علاقہ فتح کر لیا تو اپنے غلام طارق بن زیاد کو انیس ہزار سپاہ دے کر طنجہ کا گورنر بنا دیا۔ یہ لوگ مسلمان ہو چکے تھے اور اب بڑی خوبی سے اسلام پر قائم تھے بعض عربوں کو قرآن اور فرائضِ اسلام کی تعلیم دینے کے لیے موسیٰ اپنے افریقی صدر مقام یعنی تونس میں واپس آ گیا، جملہ بلادِ مغرب دل و جان سے ان کے مطیع تھے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد موسیٰ نے طارق کو فتح اندلس پر مامور کیا۔ ۹۸ھ میں موسیٰ کا انتقال ہوا۔ فتح اندلس کے وقت تہتر[۳] سال کے

افریقہ کے غزوات میں جب انھوں نے حصّہ لینا چاہا تو اس وقت ان کی عمر تیس[۳۰] کی تھی۔ دل میں ولولے اور امیدیں امنڈ رہی تھیں۔ اس زمانہ میں اسپین پر گوتھ قوم حاکم تھی جس کا سردار لذریق[۵۱] تھا۔ اس سرزمین سے فرانس کے بھی کچھ حصّے ملحق تھے۔ مثلاً روسیون[۵۲] ملا وغیرہ جو پراونس[۵۴] کے حصّے تھے۔

ہسپانیہ میں ظاہری طور پر ہر چیز عروج پر تھی۔ خاص طور پر عمران و تہذیب، لیکن فساد اخلاق نے اس کے جسم کو کھوکھلا کر دیا تھا۔ جو بظاہر عظیم و جلیل تھی، چند سرفروشوں کے ہاتھ میں پکے ہوئے پھل کی طرح آ رہی، جن کے دل جوشِ پیکار سے لبریز تھے۔ اور جن کا یہ اعتقاد تھا کہ اللہ نے انھیں ہدایتِ بشر کے لیے بھیجا ہے۔

موسیٰ نے پہلا تجربہ اس مملکت پر حملہ آور ہونے کا یوں کیا کہ بربروں کا ایک دستہ طریقہ[۵۵] کی طرف غارت گری کے لیے بھیجا، یہ لوگ کامیاب و کامران واپس آ گئے۔ اندرون ملک میں ان کی کوئی مزاحمت نہیں ہوئی۔ اس واقعہ سے موسیٰ کا عزم اور پختہ ہو گیا، دوسرے سال یعنی ۹۱ھ میں ایک بڑی جرار فوج جو بارہ ہزار جنگ جو بہادروں پر مشتمل تھی، اور جس میں اکثریت بربر کی تھی طارق بن زیاد کی سرکردگی میں روانہ کی، یہ مہم بھی کامیاب ہوئی۔ طارق کا چھوٹا سا لشکر دشمن کے پورے متحدہ فوجی طاقت پر غالب رہا۔ اس جنگ میں لذریق کام آیا اور اس کا سر دمشق میں خلیفہ کو بھیج دیا گیا[۵۶]۔ اور

۵۱ (Rodrigue) عرب اس کا تلفظ لذریق سے کرتے ہیں۔ یہ لڑتا ہوا میدان جنگ میں مارا گیا۔ اس کا سر کاٹ کر خلیفہ کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔ اخبار مجموعہ کی روایت ہے کہ میدان جنگ سے یہ غائب ہو گیا اور پھر پتہ نہیں چلا کہ کہاں گیا؟ مسلمانوں نے قبضہ میں اس کا سفید گھوڑا آیا۔

۵۲ (Roussillon)

۵۳ (Languedoc)

۵۴ (Provence)

۵۵ (Tarifa)

۵۶ ایک روایت یہ بھی ہے کہ لذریق مردہ یا زندہ کسی حالت میں بھی ہاتھ نہیں آیا۔

ایک سال سے کم مدت میں طارق نے قرطبہ اور طلیطلہ کو مکمل طور پر فتح کر لیا۔ عرب مورخین میں سے ایک کا بیان ہے کہ دمشق پر رعب ڈالنے کے لیے طارق نے کچھ قیدیوں کو قتل کرا دیا، یہ طارق[۱] وہی ہے جس کے نام سے ایک پہاڑی جبرالٹر یعنی جبل الطارق مشہور ہے۔

اندلس کے جہاد میں مسلمانوں نے دین و دنیا دونوں کی بھلائی دیکھی۔ یعنی ایک طرف سواد مسلمین میں اضافہ ہوا دوسری طرف اس معرکہ آرائی نے جنت واجب کر دی۔ اور اگر کچھ مسلمان ایسے تھے جنھیں فکرِ آخرت نہ تھی تو بھی وہ اس لیے جنگ میں شریک ہو گئے کہ ایک سرسبز و شاداب قطعۂ ارض تھا، جہاں ہر وہ چیز موجود تھی جس سے نفس راحت پا سکتا اور آنکھ لذت حاصل کر سکتی ہے۔ چنانچہ اس فتح نے مقاصد دنیا و اُخرٰی دونوں پورے کر دیے۔

ایک بات جس میں کوئی نزاع نہیں ہے یہ ہے کہ اندلس میں طارق کی فوری کامیابی میں یہودیوں کا ہاتھ بھی تھا، یہ بہ تعداد کثیر اسپین میں آباد تھے اور عیسائی ان پر نہایت ہولناک اور ننگِ انسانیت مظالم کرتے تھے۔ عرب حملہ آوروں کی صورت میں یہودیوں کو ایسے بھائی مل گئے جو انھیں ظلم کے پنجہ سے چھڑا سکتے اور ان کا انتقام لے سکتے تھے[۲]

[۱] طارق بن زیاد ایک بربر جنگی قیدی تھا۔ موسیٰ بن نصیر نے اسے اپنا غلام بنا لیا تھا۔ بعد میں طارق طنجہ اور مغرب اقصیٰ کا گورنر بن گیا۔ یہ واقعہ ۸۵ھ کا ہے۔ اس زمانہ تک مغرب اقصیٰ میں اسلام پورے طور پر پھیل چکا تھا۔ (ابن عذاری)

[۲] ۶۱۶ء میں کلیسا کی طرف سے بادشاہ سیس بوت (Sisebut) کے زمانہ میں یہودیوں کو ایک سال کی مہلت دی گئی کہ وہ عیسائی مذہب قبول کر لیں۔ اگر اس مدت کے بعد وہ عیسائی نہ بنے تو ان کا مال ضبط کر لیا جائے گا، سو کوڑے ہر شخص کو مارے جائیں گے اور جلاوطن کر دیا جائے گا۔ چنانچہ اس اعلان کی دہشت نے ۹۰ ہزار یہودیوں کو عیسائی بنا دیا۔ لیکن مذہب کی یہ تبدیلی صرف ظاہری تھی۔ پوشیدہ طور پر یہ لوگ اپنی اولاد کا ختنہ بھی کرتے تھے

(باقی صفحہ ۶۰ پر)

موسیٰ بن نصیر کو جب یہ خبر ملی کہ طارق نے اندلس فتح کر لیا ہے تو اس کے دل میں یہ ترنگ اٹھی کہ اس فتح میں میرا بھی حصہ ہونا چاہیئے۔ چنانچہ عرب و بربر کا ایک جیش گراں لے کر وہ اندلس

(بقیہ صفحہ ۵۹) اور دین موسیٰ پر عمل بھی۔ اس کا توڑ راہبوں کی چوتھی مجلس نے جو طلیطلہ میں ہوئی تھی یہ کیا کہ یہودی اپنے بچوں کو کلیسا کے حوالے کر دیں تاکہ ان کی صحیح عیسائی فضا میں تربیت کی جاسکے۔ اس کے بعد راہبوں کی چھٹی مجلس نے کچھ اور پابندیاں عاید کیں، لیکن ان دشواریوں کو سہتے ہوئے بھی یہودی اپنے مذہب پر قائم رہے۔ اسی سال تک پیہم اور مسلسل عیسائی آبادی انھیں طرح طرح اذیتیں دیتی رہی۔ آخر یہ آمادۂ بغاوت ہو گئے۔ اس کے بعد راہبوں کی مجلس نے فیصلہ کیا کہ تمام یہودیوں کو غلام بنا لیا۔ اور ان کی جمیع املاک ضبط کر لی جائیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے یہودی خود اپنے غلاموں کے غلام بننے پر مجبور ہو گئے۔ ان غلام یہودیوں کے لیے بھی یہ طے پایا کہ ان کا جو بچہ ساتویں سال میں قدم رکھے وہ کلیسا کے حوالے کر دیا جائے۔ تاکہ اس کی عیسائی فضا میں پرورش ہو سکے۔ ایک اور حکم یہ نافذ ہوا کہ کوئی یہودی کسی یہودی عورت سے شادی نہیں کر سکتا بلکہ غلام بننے کے بعد ہر یہودی کے لیے لازم قرار پایا کہ وہ مسیحی باندی سے شادی کرے۔ اور ہر یہودی باندی کے لیے یہ لازم ہو گیا کہ وہ کسی عیسائی غلام سے شادی کرے

مذکورہ عبارت ڈوزی (Dozy) مشہور ولندیزی مستشرق کی کتاب سے لی گئی ہے۔ آگے چل کر وہ کہتا ہے:-

مسلمانوں نے جب ہسپانیہ کو فتح کیا تو یہودی دردناک عذاب میں مبتلا تھے۔ مسلمانوں نے انھیں غلامی کے پنجے سے چھڑایا۔ ان کے لیے حریت تامہ کا اعلان کیا۔ انھیں اجازت دی گئی کہ اپنے شعائر دینی پر عمل کریں۔ یہی وجہ تھی کہ ہسپانیہ کے تمام یہودی غلام اور درماندہ لوگ اسلام کے سب سے بڑے انصار بن گئے۔

[1] نفح الطیب میں ہے کہ رجب ۹۳ھ میں موسیٰ افریقہ سے اندلس روانہ ہوئے اور افریقہ کی امارت اپنے بڑے بیٹے عبداللہ کے حوالے کر دی۔

اس کے ساتھ ایک صحابی بھی تھے جن کی عمر سو سال کی تھی۔ اور بہت سے لوگ تھے، جو ابنائے صحابہ تھے۔[۱]

موسیٰ نے جو راستہ اختیار کیا وہ اس کے غلام طارق کے راستہ سے مختلف تھا۔ چنانچہ موسیٰ نے شہر ماروہ[۲] و سرقسطہ[۳] فتح کرتا ہوا آگے بڑھا، اس کی فوج میں پیدل کم اور سوار زیادہ تھے۔ پیچھے پیچھے خچروں پر رسد آرہی تھی۔ مورخین عرب اس بات میں کہ موسیٰ بن نصیر جہاد کرتا ہوا سرزمین فرانس تک پہنچ گیا، ناربون میں اس نے ایک کلیسا میں چاندی کی

ے۱ نفح الطیب میں ہے کہ اصاغر صحابہ میں سے جو صحابی اندلس میں داخل ہوئے تھے ان کا نام منذر تھا۔ جو تابعی اندلس میں داخل ہوئے تھے وہ تین تھے۔ (۱) امیر موسیٰ بن نصیر (۲) علی بن رباح اللخمی (۳) حیات بن رجا تمیمی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ تیسرے تابعی حنش صنعانی تھے۔ ان کا سرقسطہ میں انتقال ہوا، وہیں ان کی قبر بنی، جس نے زیارت گاہ کی صورت اختیار کرلی۔

ے۲ (Munida)

ے۳ اس شہر کا اصل نام سالدوبہ تھا۔ رومیوں کے زمانہ میں بادشاہ اگسٹس (Cesar Augusta) یعنی سیزر آگسٹس اس کا نام پڑ گیا۔ عربوں نے اسے سرقسطہ بنالیا۔ ۱۹۳۰ء میں ان سطور کا راقم جون کے آخر میں اس شہر میں پہنچا اور یہاں کے آثار دیکھے جن میں خاص طور پر قابل ذکر قصر جعفریہ ہے، جو ابوجعفر احمد کی طرف منسوب ہے۔ یہ گیارھویں صدی عیسوی میں تعمیر ہوا تھا۔ اس کی جامع مسجد اب تک محفوظ ہے جو اب کلیسا میں تبدیل ہوچکی ہے اس کے دروازوں اور دیواروں پر عربی صنعت کے نمونے اب بھی موجود ہیں۔ اس کلیسا کا ایک گنبد ہے جو زرد تانبے کا بنا ہوا ہے۔ اس کا بنانے والا عربی الجنیز رامی تھا۔ یہاں ایسی ایسی ہیں جنھیں دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ فی الحال اس کی آبادی ایک لاکھ دس ہزار نفوس پر مشتمل ہے یہاں کے لوگوں کی زبان پر بعض عربی الفاظ اب بھی ہیں۔

سات منقش تماثیل پائیں ۔ اسی طرح فرقشونہ میں کلیسا سینٹ ماری میں چاندی کے سات بڑے بڑے ستون اسے ملے [۱]

عرب فرانس کو ارضِ کبیرہ کے نام سے یاد کرتے ہیں، اور اس سے ان کی مراد وہ تمام قطعات ارض ہیں جو کوہ پیرانہ (جنھیں عرب البرانس کہتے ہیں) کوہ آلپس اوقیانوس اور نہر الباادر مملکت روم کے مابین واقع ہیں ۔ اور کوئی شبہ نہیں کہ یہ بلاد شارل مارتل [۲] اور اس کے بیٹے ببین [۳] اور خاص طور پر شارلیمان [۴] کے زمانہ تک فرانسیسی ہی تھے ۔ اس مملکت میں جو قومیں پھیلی ہوئی تھیں ان میں متعدد زبانیں رائج تھیں، جیسا کہ عرب مورخین کہتے ہیں، جس چیز نے عیسائیوں کو حیران و پریشان کر دیا تھا وہ یہ تھی کہ ایک ہی وقت میں ان کے دشمن (مسلمان) ہر جگہ پہنچ جاتے تھے ان کا طریقہ فتح یہ تھا کہ جب کوئی شہر ہتھیار ڈال دیتا اور دروازہ کھول دیتا تو اس کے باشندوں پر کسی طرح کی زیادتی نہ کرتے ، نہ ان کے مال میں ہاتھ لگاتے ، نہ ان کے دینی معاملات میں کسی طرح کی دخل اندازی کرتے ۔

---

[۱] ابن حیان کی روایت ہے کہ سانت ماری (سینٹ میری) کے گرجا میں خالص چاندی کے سات بڑے بڑے ستون جو شاید ہی کسی نے دیکھے ہوں موجود تھے ۔ ان کے طول مفرد کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ انسان دونوں بازو پھیلا کر ایک نقرئی ستون کو اپنے گھیرے میں نہیں لا سکتا تھا ۔

[۲] Charle Martal

[۳] (PEPIN)

[۴] یہ بڑا جنگجو بادشاہ تھا ۔ کئی معرکے اس نے سر کیے اس کی سکسنوں سے کئی لڑائیاں ہوئیں، آخر یہ قوم اس کی مطیع ہو گئی اور مذہب مسیحی بھی اس نے قبول کر لیا ۔ قرون وسطیٰ کے مغربی بادشاہوں میں یہ بہت بڑا بادشاہ تھا ۔ شارلیمان نے عرصہ دراز تک مسلسل عربوں سے بحری اور برّی جنگ جاری رکھی رکھی اور انھیں جزیرہ کارسیکا اور سٹووانیہ سے نکال دیا ۔